Abdul Mannan assistant professor GT urdu departnent CMJ College khutauna Madhubani   mobile no.9801015716  email abdulmannan12200@gmail .com  date22/8/2  020 part 2  topic    Ameer Minai ki ghazal goi
امیر مینائ(1826  1900)کا اصل نام امیر احمد تھا ۔شاہ مینا کے خاندان سے تھے اس لۓ, ,مینائ ,,نام جزو ہو گیا  والد کا مولوی کریم محمد تھا لکھنؤ میں 1826ء ولادت ہوئ  یہ شاہ اودھ نصیرالدین حیدر کا زمانہ تھا علم و ادب کو شاہی سر پرستی حاصل تھی اس لۓ ہر طرف علم و فضل کا دور دورہ تھا امیر کا لڑ کپن اس علمی ماحول میں گزرا ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کیطبعد کو علماۓ فرنگی محل سے فیضیاب ہوۓ عربی فارسی, اچھی استعداد بہم پہچائ طب, نجوم, جفر کا علم بھی حاصل کیا شاعری کی طرف بچپن سے طبعت راغب تھی اور کیوں نہ ہوتی لکھنؤ میں ہر طرف شاعری کا چرچا تھا آتش, اور ناسخ یہاں کے سب سے ممتاز شاعر تھے اور ان کی شیرت دور دور پہچی ہوئ تھی لکھنؤ کی اس شعری ماحول نے طبعیت پر مہیز کا کام کیا اور امیر بچپن سے ہی شعر کہنے لگے میر مظفر علی اسیر کی شاگردی اختیا کی اسیر کی رہنمائی سے امیر کی شعری صلاحیتوں نے فروغ پایا  واجد علی شاہ کے دور میں اسیر دربار سے منسلک ہوۓ ان کے وسیلے سے امیر کو بھی دربار میں رسائ نصیب ہوئ

دربار میں رسائ کے بعد امیر کو اپنی صلاحیتوں کے مظاہرے کا موقع ملا انھوں نے دو کیتابیں ارشادالسلطانی اور ہدایت السطانی, لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیں اور انعام و اکرام سے نوازے گۓ واجد علی شاہ معزل کرجے کلکتہ بھیج دیے گۓ تو اودھ کا دربار اجڑ گیا اور شعرا روزگار کی تلاش میں ادھر ادھر منتشرہو گۓ امیر بھی لکھنؤ چھوڑ کر کاکوری ہمیرپور اور مین پوری کی خاک چھانتے ہوۓ رام پور پہنچے اور دربار رامپور کے سایے میں فراغت پائ نواب کے کلام پر اصلاح دینے کی خدمت سپرد ہوئ رام پور میں ہی شیخ وحیدالزماں کی بہٹی سے عقد ہوا اور یہیں آرام سے بسر ہونے لگی  تینتالیس رام پوت میں رہنے کے بعد داغ کی دعوت پر حیدرآباد گۓ وہاں پہنچنے کے کچھ ہی دن بعد بیمار پڑے اور 1900ء میں جہان فانی سے رخصت ہو گۓ

متعدد تصانیف امیر کی یاد گار ھیں دو کیتابوں کا ذکر پہلے ہم کر چکے ھیں ان کہ علاوہ مراةالغیب, صنم خانہ عشق, کے نام سے دو دیوان نور تجلی,اور ابرکرم  دو مثنویاں کہی مسدس اور واسوخت چھوڑے  امیر للغات,بھی ان کا اہم کارنامہ ھے مختصر یہ کہ امیر مینائ نےاردو شعر وادب کی قابل قدر خدمت انجام دی

امیر عالم و فاضل اور شعر ادیب تھے لیکن لکھنؤ کے عیش پرستانہ ماحول نے ان کی گہرا نقش چھوڑا تھا قصیع باغ کے سیر تماشے لکھنؤ چھوڑ نے کے برسوں بعد ان کو یا د آتے رہے  فرماتے ھیں

امیر افسردہ ہو کر غنچہ دل سوکھ جاتا ھے
وہ میلے ہم کو قصیر باغ کے ج  یاد آتے ھیں

ان کے ابتدائ کلام ناسخ کے رنگ میں ھے لیکن آگے چل کر دہلی کی سادگی و بے تکلفی کا عکس بھی نظر آتا ھے زبان میں وہ رنگینی ورعنائ ھے جو لکھنؤ کا ز امتیاز ھے نمونہ کلام مالحظہ ہو

قریب ھے یارو روز محشر,چھپےگا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہےگی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیس کا

انگور میں تھی یہ مے پانی کی چار بوندیں
جس دن سے کھنچ  گئ ھے, تلوار ہو گئ ھے

حاصل کلام یہ کہ امیرمیناءی کی غزل میں خیال کی گہرائی ہے اشعار میں تاثیر ہے ,سوزوگداز ہے دل سے نکلی ہوئ آواز میں درد اور دل کو پگھلا دینےوالی کیفیت ہے زبان وبیان صاف ستھری ہے طرز ادا نرالی ہے انکے کلام میں زندگی کی رنگارنگ یہ